نمبر ۲۰ | ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ | یوم شنبہ | مطابق ۱۵ اگست ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ حضور چند دن کلو میں قیام فرمانے کے بعد منالی تشریف لے گئے ہیں۔ حضور کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے +

جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ ۱۱ اگست راولپنڈی سے تشریف لائے۔ اور ۱۴ کو پھر شملہ روانہ ہو گئے +

قادیان کے بعض خاکروب مسلمان ہو چکے ہیں۔ اُن میں سے ایک محمد جلیل کی لڑکی آمنہ بی بی کا نکاح ایک مسلمان میاں لعل دین دوکاندار کے ساتھ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھایا۔ ۱۲ اگست برات پنڈ دو گئی جس میں بعض معززین بھی شامل تھے۔ براتیوں کی تواضع مٹھائی اور سوڈا واٹر سے کی گئی +

ماشاء اللہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل کو علاقہ پونچھ سے واپس آنے کے بعد دھرم سالہ ضلع کانگڑہ میں تبلیغ کے لئے بھیجا گیا ہے +

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سچے سلسلہ کی سچائی کا ایک بڑا نشان

(فرمودہ ۱۵ اگست ۱۹۰۷ء)

"عادت اللہ اسی طرح پر ہے۔ کہ جس سلسلہ کو خدا تعالےٰ خود قائم کرتا ہے۔ اس کی سب سے زیادہ مخالفت ہوتی ہے۔ جس سلسلہ کی مخالفت نہ ہو یا اگر ہو بھی۔ تو بہت کم ہو۔ وہ سلسلہ سچا سلسلہ نہیں ہوتا۔ سچے سلسلہ کی سچائی کا ایک بڑا نشان یہ بھی ہے۔ کہ اس کی بہت مخالفت ہو۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب دعوئے نبوت کیا۔ تو کم بخت مخالفوں نے بہت شور مچایا۔ اور بڑی مخالفت کی۔ مگر جب مسیلمہ کذاب نے دعویٰ کیا۔ تو سب آپس میں مل جل گئے کسی نے مخالفت نہ کی۔ وجہ یہ ہے۔ کہ شیطان جھوٹے کا دشمن نہیں ہوتا سچے کی مخالفت میں سب اپنا زور لگاتا ہے۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنے بیگانے سب دشمن ہو گئے۔ کیا عالم اور کیا جاہل سب کے سب مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ جن کو دین سے کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ بھی دشمن ہو گئے۔ آج کل بھی یہی حال ہے۔ ہر ایک نے مخالفت پہ کمر باندھی ہوئی ہے۔ بڑے بڑے جرائم پیشہ اور بدکار لوگ ہماری مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ بہت لوگ ایسے ہیں۔ جو دنیا طلبی کے ہی فکر میں ہر وقت لگے رہتے ہیں اور بھولے سے بھی کبھی دین کا نام نہیں لیتے۔ ہر وقت زمینداری اور ملازمت میں ہی مست رہتے ہیں۔ اور دین کی ذرہ بھی پروا نہیں کرتے اور مذہب سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتے۔ وہ ہماری مخالفت کرتے اور ہمارا نام سنتے ہی آگ بگولا ہو جاتے ہیں"

(الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۷ء)

اخبار احمدیہ

تبلیغی دورہ

خاکسار انشاء اللہ اگست کے آخر یا ستمبر کے شروع میں سبدوک سے بی۔ این۔ آر۔ اور ایم۔ ایس۔ ایم۔ ریلوے کے رستہ مدراس ہوتے ہوئے پینگاڑی (مالابار) جانے والا ہے۔ میری خواہش ہے۔ کہ جہاں ممکن ہو۔ اتر کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا پیغام لوگوں کو سناؤں۔ اس لئے اگر اس رستہ میں کہیں کوئی احمدی دوست ہوں۔ تو مجھ سے خط و کتابت کریں۔ تاکہ اپنا پروگرام تیار کر سکوں۔ میرا پتہ یہ ہے۔ ایم۔ اے قدوس۔ احمدی۔ موسٰی بنی مائنز۔ بی۔ این۔ آر:۔

ایک گم شدہ کی تلاش

ایک لڑکا مسمی نورالدین ولد عمرالدین صاحب ساکن ہرسیح ضلع جالندھر جس کی عمر ۱۲ سال کے قریب ہے۔ قادیان میں رہتا تھا کچھ دنوں سے اُس کا پتہ نہیں چلتا۔ اگر کوئی صاحب اس لڑکے کا پتہ تبلاسکیں۔ تو امور عامہ میں اطلاع دیں:۔ ناظر امور عامہ قادیان

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرا داماد بابو حشمت اللہ خاں ایک مقدمہ میں مبتلا ہے۔ اور عرصہ سے تشویش میں ہے۔ ۲۱ر اگست فیصلہ ہونے والا ہے۔ دردِ دل سے دُعا کے لئے درخواست ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے خاص فضل سے بَری کر دے۔ خاکسار۔ غلام محمد مستری۔ از قادیان:۔ ۲۔ میں بعض مصائب میں مبتلا ہوں۔ مخلصی کے لئے دوست دردِ دل سے دعا کریں۔ خاکسار غلام قادر از گھٹیالیاں:۔ ۳۔ میرا لڑکا عزیز بشیر احمد سخت بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار عبدالرحیم از بھیرہ ۴۔ میں ٹائیفائڈ بخار میں مبتلا ہوں۔ دعائے صحت کی جائے:۔ خاکسار نور احمد (ایس۔ اے۔ ایس) پٹیالہ۔ ۵۔ میری ہمشیرہ بیمار ہے۔ دوست دعائے صحت کریں۔ خاکسار عبدالخالق از رہتاس۔ ۶۔ میرا چھوٹا بھائی سعید بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار عبدالسلام۔ مقیم رہتک:۔ ۷۔ میرے والد صاحب علیل رہتے ہیں۔ ان کی

اعلان نکاح

۱۔ میری لڑکی کلثوم بیگم کا نکاح بالعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر ہمراہ سید ابراہیم۔ ولد منشی سید گوہر علی صاحب مرحوم مولوی ضیاء الحق صاحب بی اے نے ۱۷ر جولائی کو پڑھا۔ خاکسار انعام اللہ از کندر اپاڑہ

۲۔ آمنہ بی بی بنت صوفی رحمت اللہ صاحب گنج۔ ضلع لاہور کا نکاح عبداللہ ولد عبدالکریم ہ مدراس ضلع امرتسر کے ساتھ حکیم مولوی جلال الدین صاحب گنج نے ۱۵۔ جولائی ۱۹۳۳ء کو پانچسو روپیہ مہر پر پڑھا۔ دو سو روپیہ کا زیور مہر میں ادا کر دیا ہے۔ خاکسار مرزا بشیر احمد احمدی سکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ گنج:۔

ولادت

غلام رسول خاں صاحب اوکیزنگ کے ہاں ۲۶ جولائی کو لڑکا تولد ہوا ہے۔ دوست درازی عمر اور سعادت دارین کے لئے دُعا کریں۔ خاکسار عبدالقدوس احمدی از موسٰی بنی مائنز

دُعائے مغفرت

۱۔ عاجز کی اہلیہ طویل علالت کے بعد ۳۱ جولائی ۱۹۳۳ء انتقال کر گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ بہت مخلص احمدی۔ اور موصیہ تھیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ مولا کریم اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ خاکسار محمد شریف بی۔ اے۔ محکمہ تعلیم۔ گورنمنٹ آف انڈیا۔ شملہ:۔ ۲۔ میری اہلیہ ۲۱۔ جولائی ۱۹۳۳ء کو فوت ہو گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دوست دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار محمد ابراہیم از زنگیلپور:۔ ۳۔ میری پیاری بیٹی رشیدہ ۱۰۹ روز بخار سے بیمار رہ کر گیارہ اگست کو فوت ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جملہ احباب کرام سے درخواست ہے۔ کہ اس کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار۔ محمد سعید۔ کلرک۔ دفتر انسپکٹر آف آئی۔ اے۔ ایس۔ سی۔ بمروسٹر کوہ مری

چندہ کشمیر باقاعدہ وصول ہونا چاہیئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد چندہ کشمیر باوجود متعدد بار شائع ہونے کے دیکھا جا رہا ہے۔ کہ ابھی تک بعض جماعتوں اور افراد کی طرف سے مرکزی چندہ کے ساتھ چندہ کشمیر نہیں آرہا۔ حالانکہ اس چندہ کی ضرورت اور اہمیت بتلا رہی ہے۔ کہ ہر ایک جماعت کو نہ صرف ہر ایک احمدی سے چندہ کشمیر باقاعدہ اور باشرح وصول کرنا لازمی ہے۔ بلکہ یہ بھی کہ دوسرے مسلمانوں سے یہ چندہ وصول کیا جائے۔ تاکہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ منشاء مبارک۔ کہ تحریک کشمیر میں کم سے کم تین ہزار ماہوار آنا چاہیئے۔ پورا ہو۔

بعض جماعتیں احمدیوں سے ایک پائی فی روپیہ کے حساب سے یہ چندہ نہیں وصول کرتیں بلکہ برائے نام دو آنے۔ چار آنے چندہ بھیجدیتی ہیں۔ ایسی جماعتوں سے بھی التماس ہے۔ کہ احمدیوں سے باشرح چندہ کشمیر لینا چاہیئے۔ ایسی جماعتوں اور دوسری جماعتوں کو بذریعہ خطوط بھی توجہ دلائی جا رہی ہے:۔

پس جہاں احمدیوں سے باشرح چندہ کشمیر وصول کرنا ضروری ہے۔ وہاں دوسرے مسلمانوں سے بھی چندہ کشمیر وصول کرنا لازمی ہے۔ جماعتیں اس طرف خاص توجہ فرما کر حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خوشنودی حاصل کریں:۔

خاکسار برکت علی خان فنانشل سکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ قادیان

”الفضل“ کی توسیع اشاعت

احباب کی خدمت میں مسلسل و متواتر عرض کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ مقامی طور پر اجتماع کر کے ”الفضل“ کی اشاعت بڑھانے کے لئے عملی کارروائی کریں۔ اور مجھے اس کے نتائج سے اطلاع دیں۔ تا میں اسمائے گرامی شکریہ کے ساتھ شائع کر سکوں

مینجر الفضل۔ قادیان

بیان المجاہد

اس نام سے مولوی غلام احمد صاحب مجاہد مولوی فاضل کا وہ بیان کتاب کی شکل میں شائع ہو رہا ہے۔ جو انہوں نے بہاولپور کے مقدمہ تنسیخ نکاح میں غیر احمدی علماء کی پیش کردہ وجوہ تکفیر کے جواب میں بعدالت ڈسٹرکٹ جج صاحب بہاولپور دیا تھا۔ اس کتاب میں ۲۴ مستقل عنوانات پر جن میں سے بعض کے کئی کئی ذیلی عنوان بھی ہیں۔ بحث کی گئی ہے۔ بحث جس تفصیل اور تحقیق کی رہین منت ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ۶۸۳۔ حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب کے حوالجات کے متعلق سنین طباعت کا لحاظ رکھ کر وجوہ تکفیر کو رد کیا گیا ہے۔ خاص کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک کے الزام کے جواب میں سیر کن بحث کی ہے۔ اور ایک سو سولہ حوالے پیش کئے ہیں۔ کتاب کی ضخامت تین سو صفحہ سے زائد ہے قیمت بارہ آنے۔ اور ایک روپیہ معمولی اور عمدہ کاغذ کے لحاظ سے علاوہ محصولڈاک ہے۔ احباب ذیل کے پتہ سے منگا کر مستفیض ہوں:۔

مولوی غلام مصطفٰے صاحب۔ مولوی فاضل۔ قادیان۔

نیشنل سینی ٹوریم سائلی کا ڈاک خانہ

مرض دق کا جو سینی ٹوریم (صحت گاہ) خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے مری کے نزدیک نہایت پُر فضا ریجیٹر کے جنگلات میں موسومہ بہ نیشنل سینی ٹوریم بنایا ہے۔ اس کا ڈاک خانہ پہلے تریٹ تھا۔ اب گورنمنٹ نے خود نیشنل سینی ٹوریم میں ڈاک خانہ کھول دیا ہے۔ اس لئے آئندہ جملہ خط و کتابت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

کانگرس کی شکست

سیاسیات میں گاندھی جی کی راہنمائی کا انجام

کانگرس کے متعلق ادعا

کانگرس کو اگر واقعہ میں وہ درجہ حاصل ہوتا جس کا اس کے متعلق ادعا کیا جاتا تھا۔ یعنی وہ تمام اہل ہند کی نمائندہ ہوتی۔ اس میں اقلیتوں کے نمائندوں کو بھی شرکت کا موقعہ دیا جاتا۔ نہ صرف یہ۔ بلکہ ان کے حقوق کی بھی حفاظت کی جاتی۔ اور انہیں ہر طرح اطمینان دلایا جاتا۔ تو آج کانگرس کا وہ انجام نہ ہوتا۔ جو نظر آ رہا ہے۔

گاندھی جی کا طریق عمل

ہندوستان کی غالب اکثریت یعنی ہندوؤں نے گاندھی جی کو سیاسی بُت بنا کر پرستش شروع کر دی۔ اور سیاہ و سفید کے اختیارات ان کے سپرد کر دیئے۔ آگے گاندھی جی اگر دُور اندیشی۔ عاقبت بینی۔ اور وسعت حوصلہ سے کام لیتے۔ تو اقلیتوں کو نہ صرف مایوس اور نا امید بنانے۔ بلکہ اپنے مستقبل کے متعلق بہت بڑے خطرہ میں مبتلا کرنے کی بجائے وہ انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کرتے۔ اور خواہ اقلیتوں کے تمام کے تمام مطالبات من و عن قبول کر لیتے۔ تو بھی فائدہ میں رہتے۔ کیونکہ جو کچھ اہل ہند کو حاصل ہوتا۔ اس میں سے زیادہ حصہ ہندوؤں ہی کے ہاتھ آتا اور عملی طور پر ہندوستان میں اکثریت ہی کی حکومت ہوتی۔ گاندھی جی بھی اس بات سے ناواقف نہیں تھے۔ اور انہوں نے کئی بار اقلیتوں اور خاص کر مسلمانوں کو مطمئن کرنے کی کوشش بھی کی۔ اور یہاں تک کہہ دیا۔ کہ مسلمان سادہ کاغذ پر مجھ سے دستخط لے لیں اور پھر جو مطالبات چاہیں۔ اس پر درج کر لیں۔ میں وہ تمام مطالبات ہندوؤں سے منظور کرا دوں گا۔ مگر یہ الفاظ ہی الفاظ تھے۔ جو کبھی شرمندہ معنی نہ ہوئے۔ اور جب بھی حقوق کے تصفیہ اور تعیین کا کوئی موقع آیا۔ گاندھی جی نے اپنے اعلان و اقرار کو پس پشت ڈالتے ہوئے مایوس کر دیا۔

ہندوستان کی اقلیتیں اور گاندھی جی۔

اگرچہ سیاسیات میں داخل ہونے سے قبل۔ یا ابتداء میں گاندھی جی مسلمانوں کے خلاف جس قسم کے خیالات علی الاعلان ظاہر کر چکے تھے۔ انہیں پیش نظر رکھتے ہوئے کسی قسم کی بھلائی کی ان سے توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ لیکن چونکہ ان کی ساری سرگرمیاں اور تمام ہنگامہ آرائیوں کی بنیاد ہندو سرمایہ داروں کی رہین منت تھی۔ اس لئے ان کے پیش نظر ہر موقعہ پر ہندوؤں کے مفادات ہی رہے۔ اور اس وجہ سے مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کے حقوق کی انہوں نے کبھی پروا نہ کی۔

کامل آزادی کے دعوے سے دستبرداری

ظاہر ہے۔ کہ ان حالات میں کانگرس پر گاندھی جی کا تسلط سوائے ناکامی و نامرادی کے کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ گاندھی جی نے ناکامی پر ناکامی دیکھتے ہوئے۔ اول تو قدم بقدم پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ اور پھر کانگرس کی مکمل شکست کا اعتراف کر لیا۔ کون نہیں جانتا۔ کہ گاندھی جی کی کانگرس کے اجلاس منعقدہ لاہور میں کانگرس کا مقصد۔ کامل آزادی قرار دیا تھا۔ اس کے متعلق بڑے جوش و خروش کا اظہار کیا گیا۔ حتیٰ کہ راوی کے کنارے آزادی کا جھنڈا لہرانے کی رسم بھی ادا کی گئی۔ اور اس خوشی میں رات بھر تمام بڑے بڑے کانگرسی لیڈر جھنڈے کے ارد گرد بے تحاشا ناچتے اور "آزادی ہمارا پیدائشی حق ہے" کے نعرے بلند کرتے رہے۔ لیکن جب ۱۹۳۰ء کی سول نافرمانی کے بعد گاندھی جی نے لارڈ ارون وائسرائے ہند سے گفت و شنید کی۔ تو کامل آزادی کے مطالبہ سے دست بردار ہو کر ایک ایسا کانسٹی ٹیوشن منظور کر لیا جس میں حکومت نے اپنے لئے تحفظات رکھے تھے۔

لارڈ ارون اور گاندھی جی

اب حکومت کے مقابلہ میں کانگرس کے گزشتہ کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے کہا جا رہا ہے۔ کہ

"اگر لارڈ ارون نے مہاتما گاندھی سے معاہدہ کرنا منظور کیا تو اس لئے نہیں۔ کہ ان کے سینہ میں ہندوستان کی ہمدردی کا جذبہ موجیں مار رہا تھا۔ یا کہ ہندوستان کی محبت کا سمندر امنڈا چلا آ رہا تھا۔ بلکہ اس لئے کہ کانگرس کا بائیکاٹ اثر کر رہا تھا" (پرتاپ ۹- اگست۔)

لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اگر کانگرس کی طاقت اور قوت نے وائسرائے ہند کو مجبور کر دیا تھا۔ کہ گاندھی جی سے معاہدہ کرنا منظور کریں۔ تو پھر یہ کیا ہوا۔ کہ گاندھی جی نے کانگرس کا اعلان کردہ مقصد "کامل آزادی" ترک کر دیا۔ اور حکومت کے لئے تحفظات قائم رکھنے منظور کر لئے۔ چاہئے تو یہ تھا۔ کہ وہ اپنے کامل آزادی کے مطالبہ پر پہلے سے بھی زیادہ پختہ ہو جاتے۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ انہوں نے اپنا قدم پیچھے کو ہٹایا۔ نہ کہ آگے کو۔

گول میز کانفرنس میں شرکت

پھر جب گول میز کانفرنس کے انعقاد کی تجویز ہوئی۔ تو گاندھی جی نے یہ پوزیشن اختیار کی۔ کہ انگلستان جب تک ہندوستان کے لئے سوراجیہ کا حق تسلیم نہ کرے۔ نیز گول میز کانفرنس میں یہ سوال نہ اٹھایا جائے۔ کہ ہندوستان سوراجیہ کا مستحق ہے یا نہیں۔ تب تک وہ اس میں شریک نہ ہونگے۔ لیکن جب ان کے اس مطالبہ کی طرف کوئی توجہ نہ کی گئی۔ اور گول میز کانفرنس نے اپنا کام شروع کر دیا۔ تو گاندھی جی بعد اضطراب گول میز کانفرنس کے دوسرے اجلاس میں شریک ہو گئے۔

سول نافرمانی میں ناکامی

لیکن جب انہوں نے دیکھا۔ کہ ان کی کوئی بھی خواہش پوری نہیں ہو سکتی۔ تو انہوں نے گول میز کانفرنس سے واپس آتے ہی پھر سول نافرمانی کا اعلان کر دیا۔ اس موقعہ پر چونکہ حکومت پر بھی واضح ہو چکا تھا۔ کہ سول نافرمانی ہی تمام خرابیوں۔ تمام الجھنوں۔ اور تمام شورشوں کی موجب ہے۔ اس لئے اس نے اسے کچلنے کا پورا ارادہ کر لیا۔ اور واقعات نے ثابت کر دیا۔ کہ اس میں حکومت کو پوری کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اس دوران میں بار بار کوشش کی گئی۔ کہ حکومت گاندھی جی کو مصالحت کی گفتگو کرنے کا موقعہ دے۔ اور کئی طریق سے یہ بھی ظاہر کیا گیا۔ کہ گاندھی جی اب بہت کچھ بدل چکے ہیں۔ اور وہ حکومت کے سامنے ایسی صورت پیش کریں گے۔ جو قابل قبول ہو گی۔ لیکن حکومت نے ایک ہی جواب دیا۔ اور وہ یہ کہ جب تک سول نافرمانی کو کلیتہً ترک نہ کر دیا جائے۔ اس وقت تک مصالحت کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا۔ اگرچہ اس جواب پر بڑے غیظ و غضب کا اظہار کیا گیا۔ لیکن آخر سول نافرمانی کے عارضی التواء کا اعلان

کر دیا گیا۔ اور دوسری بار اس میں توسیع کر کے خواہش کی گئی کہ حکومت اسے کافی سمجھ لے۔ لیکن حکومت اس سے مطمئن نہ ہوئی۔ اور جب پونا کانفرنس کے بعد گاندھی جی نے وائسرائے ہند سے ملاقات کی درخواست کی۔ تو سابقہ جواب ہی دوہرا دیا گیا۔

کانگرس کی شکست

یہ حکومت کے مقابلہ میں کانگرس کی شکست کی انتہا ہے۔ جسے تمام کانگرسیوں نے بھی محسوس کیا۔ اور گاندھی جی پر تو ایسا اثر ہوا۔ کہ انہوں نے اول تو کانگرس کے نظام کو ہی درہم برہم کر دیا۔ اور پھر اپنے آشرم کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اور آج کٹر سے کٹر کانگرسی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ

"اس وقت کانگرس کی جماعت عملی طور پر ناکارہ ہے۔ نہ کوئی کانگرس کمیٹی ہے۔ اور نہ کوئی اس کے ماتحت پبلک لیکچر ہوتا ہے" (پرتاپ ۹ راگست)

لیکن باوجود اس کے جب الفاظ میں کانگرس کی شکست کا ذکر آتا ہے۔ تو اس کے متعلق یہ پوچھا جا رہا ہے۔ کہ "کانگرس کی شکست کے معنی کیا ہیں"۔

انوکھی دلیل

شکست کے خلاف یہ انوکھی دلیل پیش کی جا رہی ہے۔ کہ "کیا آج ہندوستان انگلستان کی ہمدردی کا پہلے سے زیادہ قائل ہو گیا ہے۔ کیا انگلستان کے خلاف جو جذبہ اس وسیع ملک میں پایا جاتا ہے۔ وہ پہلے سے کم ہے۔ کیا ہندوستان کے لوگ اس بات کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ کہ انگلستان انہیں کچھ بھی دے۔ وہ اس کے ماتحت رہیں گے۔ ایک فقرہ میں یہ کہ کیا آزادی کا جذبہ پہلے سے کم ہے۔ اگر ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے۔ تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کانگرس کی شکست کہاں ہے"۔

اس کا جواب اور طرح بھی دیا جا سکتا ہے۔ لیکن زیادہ آسان جواب ہم اس سوال کی شکل میں دینا چاہتے ہیں۔ کہ کیا آجتک کبھی کسی شکست خوردہ فریق کا ایسا ہوا ہے۔ جو شکست دینے والے کی ہمدردی کا پہلے سے زیادہ قائل ہو گیا ہو۔ یا اس کے خلاف جو جذبہ اس میں پایا جاتا ہو۔ وہ شکست کھانے کے بعد کم ہو گیا ہو۔ اگر نہیں۔ تو یہ باتیں کانگرس کی شکست کی پردہ پوشی نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ اسے اور زیادہ نمایاں کر رہی ہیں۔

سول نافرمانی کے نقصانات

دراصل دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ کانگرس کی تحریک سول نافرمانی نے اس وقت تک ملک کو کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ اس بات کا اعلان خود کانگرس کے جلسہ میں کیا جا چکا ہے۔ کہ سول نافرمانی نے ہندوستان کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ ملک تباہ ہو گیا ہے۔ لوگ اس سے تنگ آ چکے ہیں۔ اور وہ اسے آئندہ جاری رکھنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگر یہ سب باتیں درست ہیں۔ اور یقیناً درست ہیں۔ تو کانگرس کی شکست میں کیا کسر باقی رہ گئی۔ اور اس بات کو تسلیم نہ کرنا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ بلکہ بہیں دیشیں اس کا اعتراف کر لینا چاہیئے۔ اور جلد سے جلد یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ گاندھی جی نے سول نافرمانی کی تحریک جاری کر کے ہندوستان کو سخت نقصان پہنچایا۔ اور اہل ہند کی بہترین طاقتوں کو یونہی ضائع کیا ہے۔

خطرناک زہر

نہ صرف یہی۔ بلکہ کوتاہ اندیش لوگوں کے دلوں میں ایسا زہر بھر دیا ہے۔ کہ اگر جلد سے جلد اسے دور نہ کیا گیا۔ تو وہ نہ صرف اپنی تباہی کا باعث بنیں گے۔ بلکہ ہندوستان کو اور زیادہ نقصان پہنچائیں گے۔ ان لوگوں کی خود فراموشی اس حد تک بڑھ چکی ہے۔ کہ آج اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کے لئے اس نفرت و عداوت کے جذبہ کو پیش کر رہے ہیں۔ جو ان کے خیال میں انگلستان کے خلاف ہندوستان میں پایا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ تحریک سول نافرمانی کی ناکامی اور گاندھی جی کی غلط راہ نمائی کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ گاندھی جی کا ہمیشہ یہ دعویٰ رہا ہے۔ کہ حکومت کے خلاف نفرت و عداوت کا جذبہ پیدا کرنا وہ جرم سمجھتے ہیں۔ اور وہ جو کچھ کرتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں اس قسم کا جذبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن اب اسی جذبہ کو اپنی کامیابی کا ثبوت قرار دیا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہی کانگرس اور گاندھی جی کی ناکامی کا اصل موجب ہے۔ اور جو لوگ اسے اپنے دل میں رکھیں گے۔ اور اسے بڑھائیں گے۔ یقیناً وہ سخت نقصان اٹھائیں گے۔

ضلع گجرات میں ایکٹ انتقال اراضی کی پامالی

پنجاب میں ایکٹ انتقال اراضی جاری کر کے گورنمنٹ نے زمینداروں کو اس تباہی کے گڑھے سے بچانے کی کوشش کی۔ جو سُود خور بنیئے ان کی جائدادیں خرید کر ان کے لئے تیار کر رہے تھے۔ اور ایک حد تک اس میں کامیابی بھی ہوئی۔ لیکن ہندو جیسی ہوشیار اور سرکاری اداروں پر قابو یافتہ قوم نے اس ایکٹ میں مفید مطلب کئی رخنے نکال لئے۔ اور اس انکشاف سے پنجاب کے طول و عرض میں حیرت پھیل گئی۔ کہ ضلع گجرات کے ڈپٹی کمشنر نے ۳۲-۱۹۳۱ء میں صرف دو سال کے اندر قریباً نو سو غیر زراعت پیشہ اشخاص کو زمینداروں کی اراضیات خریدنے کی اجازت دی۔ اور جب پنجاب کونسل میں اس کے متعلق دریافت کیا گیا۔ تو فنانس ممبر نے یہ جواب دیا۔ کہ ڈپٹی کمشنر نے اس قدر غیر زراعت پیشہ لوگوں کو خرید اراضی کی اجازت اس غلط فہمی کی بنا پر دی۔ کہ وہ سمجھتے تھے جو چھوٹے قصبات کی مجالس صفائی کے زیر اہتمام ہیں۔ بلدیات کے رقبوں کی تعریف میں داخل ہیں۔ جہاں اراضی کی خرید و فروخت پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہوتی۔ اب ان صاحب کو قانون انتقال اراضی کی دفعات یاد دلا دی گئی ہیں۔

اس جواب سے معاملہ کی اہمیت کم نہیں ہوتی۔ بلکہ اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ ڈپٹی کمشنر ایسے ذمہ دارانہ عہدہ پر کام کرنے والا شخص ایکٹ انتقال اراضی کی دفعات سے کیونکر ناواقف ہو سکتا ہے۔ خاصکر اس صورت میں جبکہ دو سال کے لمبے عرصہ میں ہر غیر زراعت پیشہ کو زراعت پیشہ سے زمین خریدنے کی اجازت دیتے وقت اس کے ذہن میں لازمی طور پر ایکٹ انتقال اراضی کی یاد تازہ ہو جاتی رہی۔

پھر حکومت کا صرف ایکٹ انتقال اراضی کی دفعات یاد دلا دینے سے اس نقصان کی تلافی کیونکر ہو سکتی ہے۔ جو سینکڑوں زمینداروں کو پہونچ چکا ہے۔ اور جس کے نتیجہ میں وہ اپنی زمینوں سے محروم ہو کر مصائب میں گرفتار ہو چکے ہیں۔

ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ اس معاملہ کو پھر پنجاب کونسل میں سوالات کے رنگ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ امید ہے۔ کہ پنجاب کونسل کی زمیندار پارٹی اس بارے میں پوری سعی اور کوشش سے کام لے گی۔ اور ایکٹ انتقال اراضی کی اس صریح پامالی کا انسداد کرانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے گی۔

ریاست کشمیر کا جانبدارانہ رویہ

کچھ عرصے سے میر واعظ یوسف شاہ صاحب نے مسلمانان کشمیر کو جس اندرونی فتنہ و فساد میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس میں ریاست کا رویہ نہایت ہی افسوسناک اور جانبدارانہ پایا جاتا ہے ریاست بجائے اس کے کہ فتنہ پردازوں کو ان کی شرارتوں سے روکتی۔ یا کم از کم دونوں فریق کے متعلق مساوی رویہ اختیار کرتی اس نے شیخ محمد عبداللہ صاحب اور ان کے رفقاء کار کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اور یوسف شاہ صاحب اور ان کی پارٹی سے کوئی باز پرس نہ کی۔ آخر جبکہ ریاست پر شیخ صاحب کو گرفتار کرنے کی غلطی واضح ہو گئی۔ اور وہ انہیں رہا کر چکی ہے۔ ان لوگوں کی طرف سے جنہوں نے شیخصاحب کی رہائی کے خلاف ہر ممکن کوشش کی فتنہ و فساد پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے تا کہ ریاست کو پھر وہی بہانہ ہاتھ آئے۔ جس کی بنا پر پہلے اس نے گرفتاریاں کی تھیں۔

ان لوگوں کو اس قسم کا رویہ اختیار کرنے کی جرأت ریاست کے اس جانبدارانہ طریق عمل کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ جو ریاست پہلے پیش کر چکی۔ اور جس کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ چنانچہ ہندو اخبارات ملاپ پرتاپ وغیرہ نے یہ خبر شائع کی ہے۔ کہ ریاست نے باندار مائی سومار سرینگر میں جو تعزیری چوکی قائم ہے۔ اس کے سلسلہ میں یوسف شاہ صاحب کی پارٹی کے لوگوں کو مستثنےٰ کر دیا۔ اس کا مطلب سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ریاست یوسف شاہ صاحب کی پارٹی کے لوگوں کو اس قسم کی رعایت دے کر جرأت دلا رہی ہے۔ کہ وہ اپنی شرارتیں جاری رکھیں۔ اور امن قائم نہ ہونے دیں۔ یہ رویہ نہایت ہی افسوسناک ہے کاش مسلمان اپنے مفادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے سلک اتحاد میں منسلک ہو جائیں۔ تاکہ ریاست انہیں جن باتوں سے الجھا رہی ہے۔ ان سے بچ کر کامیابی حاصل کر سکیں۔

حضور سرورِ کائنات کا اسوہ حسنہ اور کلماتِ طیبات

۷

حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ کہ جس رات کی صبح کو جنگِ بدر ہوئی۔ اس رات ہم میں سے ہر شخص کچھ نہ کچھ سوتا رہا سوائے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کہ آپ ایک درخت کے نیچے صبح تک ساری رات نماز پڑھتے اور روتے رہے ٭

۸

عبد اللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے۔ کہ جب جعفر رضی اللہ عنہٗ کے قتل ہونے کی خبر آئی۔ تو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو۔ کیونکہ اس صدمہ میں وہ اپنے لئے کھانا تیار نہیں کر سکیں گے ٭

۹

حضرت عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ میں آپکا چچا ہوں۔ اب میری عمر بڑی ہو گئی ہے۔ اور میری موت قریب ہے۔ مجھے ایسی بات سکھائیں۔ جس سے خدا تعالےٰ مجھے نفع دے آپ نے فرمایا۔ اے عباس تو میرا چچا ہے۔ مگر میں اللہ کے مقابلہ میں تیرے کسی کام نہیں آ سکتا۔ اس لئے اے چچا تو اپنے رب سے اپنے لئے آخرت اور دنیا میں عفو اور عافیت طلب کرتا رہ۔ آپ نے یہ بات تین دفعہ فرمائی ٭

۱۰

عفیف کندیؓ سے روایت ہے۔ کہ میں تاجر پیشہ آدمی تھا ایک دفعہ میں حج کے لئے مکہ میں گیا۔ وہاں میں عباسؓ کے پاس کچھ مال خریدنے کے لئے چلا گیا۔ کیونکہ وہ بھی تجارت کیا کرتے تھے۔ ایک روز میں منیٰ کے مقام پر عباس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک شخص پاس کے خیمہ سے نکلا ہے۔ اور سورج کو دیکھ کر کہ وہ ڈھل گیا ہے۔ نماز پڑھنے لگ گیا۔ پھر اسی خیمہ سے ایک عورت نکلی۔ اور اس مرد کے پیچھے کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی۔ پھر ایک قریب البلوغت لڑکا نکلا۔ اور وہ اس مرد کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز میں شامل ہو گیا۔ یہ دیکھ کر میں نے کہا۔ کہ عباس! یہ کون شخص ہے؟ اس نے کہا۔ کہ یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہے۔ اور یہ میرا بھتیجا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ یہ عورت کون ہے؟ اس نے کہا۔ یہ اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے میں نے کہا۔ یہ لڑکا کون ہے۔ اس نے کہا۔ کہ یہ علی بن ابی طالب ہے۔ اور اس شخص کے چچا کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ یہ شخص کیا کر رہا ہے۔ عباسؓ نے کہا۔ کہ یہ نماز پڑھ رہا ہے۔ اور یہ کہتا ہے۔ کہ میں نبی ہوں۔ اور ابھی تک سوائے اس کی بیوی اور اس کے چچا کے بیٹے کے اور کوئی اس پر ایمان نہیں لایا۔ اور یہ دعوےٰ کرتا ہے۔ کہ اس کے ہاتھ پر کسریٰ اور قیصر کے [illegible] جائیں گے۔ اس [illegible] عفیف بعد میں مسلمان ہو گیا تھا۔ اور کہا کرتا تھا۔ کہ کاش میں اس روز مسلمان ہو جاتا۔ تو میں علی بن ابی طالب کے بعد تیسرا مسلمان ہوتا۔ ٭

۱۱

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے۔ کہ جب ہم لوگ مکہ سے ہجرت کر کے ملک حبش میں گئے۔ تو وہاں کے بادشاہ نجاشی نے ہماری بہت خاطر و مدارات کی۔ اور ہمیں مذہب کی آزادی بخشی۔ ہم خدا کی عبادت کرتے تھے۔ اور کوئی شخص نہ ہمیں تکلیف دے سکتا تھا۔ نہ کوئی برا کلمہ مونہہ سے نکال سکتا تھا۔ جب یہ بات مکہ کے کافروں کو معلوم ہوئی۔ تو انہوں نے مشورہ کیا۔ کہ نجاشی بادشاہ کی طرف دو ہوشیار قاصد روانہ کریں۔ اور یہ کہ مکہ کی عجیب عجیب چیزیں بطور تحفہ بھیجیں۔ اور سب سے اچھی چیز جو مکہ میں مل سکتی تھی۔ وہ چمڑے کا سامان تھا۔ پس مکہ والوں نے چمڑے کا بہت سا سامان نجاشی اور اس کے امراء کے لئے عمرو بن عاص اور عبد اللہ بن ربیعہ کے ہاتھ بھیجا۔ اور ان کو ہدایت کی کہ نجاشی سے بات کرنے سے پہلے اس کے تمام امراء سے الگ الگ ملنا۔ اور انکی خدمت میں تحفے پیش کرنا۔ پھر بادشاہ سے مل کر تحفے نذر کرنا۔ اور بادشاہ سے درخواست کرنا۔ کہ وہ مکہ کے بھاگے ہوئے مسلمانوں کو بغیر ان سے جواب طلبی کے تمہارے سپرد کر دے۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ کہ وہ دونوں شخص مکہ سے ملک حبش میں پہنچے۔ اور ہم لوگ نہایت عزت و حرمت سے نہایت اچھی حالت میں بادشاہ کے زیر سایہ رہتے تھے۔ ان دونوں قاصدوں نے بادشاہ کے کسی امیر کو نہ چھوڑا۔ بلکہ ہر ایک سے ملے اور اسے تحفہ پیش کیا۔ پھر ان امراء سے کہا۔ کہ ہمارے شہر کے کچھ بے وقوف نوجوان آپ کے بادشاہ کے ملک میں بھاگ آئے ہیں۔ اور اپنے دین کو چھوڑ چکے ہیں۔ آپ لوگوں کے دین کو بھی اختیار نہیں کیا۔ اور ایک نیا بدعتی مذہب جسے نہ ہم جانتے ہیں۔ اور نہ آپ لوگ۔ اس میں یہ داخل ہو گئے ہیں۔ ہماری قوم کے بڑے بڑے آدمیوں نے ہم کو آپ کے بادشاہ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ تاکہ بادشاہ ہمارے بھاگے ہوئے آدمیوں کو ہمارے سپرد کر دے۔ پس جب ہم بادشاہ سے درخواست کریں۔ تو آپ لوگ بھی یہی مشورہ دیں۔ کہ وہ ضرور ان کو ہمارے قبضہ میں دیدے اور ان کا کوئی عذر بھی نہ سنے۔ کیونکہ ان کے عیبوں اور ان کی برائیوں کو ان کی قوم خوب جانتی ہے۔ بادشاہ کے امراء نے جواب دیا۔ کہ بہت اچھا ہم ایسا ہی کریں گے۔ پھر ان دونوں قاصدوں نے بادشاہ سے ملاقات کی۔ اور تحفے پیش کئے۔ بادشاہ نے وہ تحفے قبول کر لئے۔ پھر انہوں نے بادشاہ سے عرض کی۔ کہ حضور کے شہر میں ہمارے کچھ بے وقوف نوجوان بھاگ آئے ہیں۔ وہ [illegible] کو مانتے ہیں۔ اور نہ آپ کے دین کو قبول کرتے ہیں۔ بلکہ ایک نیا بدعتی مذہب [illegible] جسے نہ ہم جانتے ہیں۔ اور نہ حضور۔ اور ہمیں ہماری قوم کے بزرگوں اور رئیسوں نے بھیجا ہے۔ کہ حضور سے درخواست کریں۔ کہ حضور ان کو ہمارے ساتھ واپس مکہ کی طرف بھیج دیں۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ کہ وہ دونوں قاصد پوری کوشش اس امر کی کرتے تھے۔ کہ کسی طرح بادشاہ مسلمانوں کو بلا کر ان کا جواب سننے کے بغیر ان کے حوالے کر دے۔ جب وہ قاصد اپنی گزارش ختم کر چکے۔ تو سارے درباری امراء بالاتفاق بول اٹھے۔ کہ حضور یہ دونوں قاصد سچ کہتے ہیں۔ واقعہ میں ان بھاگے ہوئے مسلمانوں کی قوم کے لوگ ان کے عیبوں اور برائیوں کو خوب جانتے ہیں ان کو واپس کر دینا چاہیئے۔ بادشاہ یہ سنکر سخت برافروختہ ہوا۔ اور کہا ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ میں کبھی ان لوگوں کو جو میری پناہ میں آئے۔ اور میرے شہر میں اترے۔ اور پناہ لینے کے لئے دنیا کے سب بادشاہوں کو چھوڑ کر میرے پاس آئے۔ ان قاصدوں کے ہمراہ نہیں کر سکتا۔ جب تک میں ان کو بلا کر ان کا عذر اور جواب نہ سن لوں۔ اگر جواب سننے پر معلوم ہوا۔ کہ وہ لوگ واقعہ میں ویسے ہی ہیں۔ جیسا کہ یہ قاصد کہتے ہیں۔ تو بے شک ان کو واپس کر دوں گا۔ لیکن اگر ان قاصدوں کا الزام غلط نکلا۔ تو میں ان کو ہرگز واپس نہ کروں گا۔ بلکہ جبتک وہ ٹھہرنا چاہیں۔ ان کی خاطر و مدارات اچھی طرح کروں گا۔ پھر بادشاہ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کو بلوا بھیجا جب بادشاہ کا قاصد مسلمانوں کے پاس پہنچا۔ تو مسلمان آپس میں مشورہ کے لئے جمع ہوئے۔ اور مشورہ کیا۔ کہ بادشاہ کے دربار میں پہنچ کر کیا جواب دیا جائے؟ اس پر سب نے بالاتفاق فیصلہ کیا کہ جو کچھ بادشاہ پوچھے سچ سچ کہدو۔ اور ہمیں جو کچھ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تعلیم دی ہے۔ وہ صاف صاف پیش کر دو۔ پھر جو ہو سو ہو۔ سچ کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے۔ پس جب وہ بادشاہ کے حضور پیش ہوئے۔ بادشاہ نے تمام بڑے بڑے پادریوں کو بلوا بھیجا جو سب کے سب دربار میں تورات

اور انجیل کے صحیفے کھول کر بیٹھ گئے۔ بادشاہ نے مسلمانوں سے کہا۔ وہ کیا دین ہے۔ جسے اختیار کرکے تم اپنی قوم سے جدا ہوگئے۔ تم نے ایک نیا دین اختیار کیا۔ نہ اپنی قوم کے دین میں رہے۔ نہ ہمارے دین میں۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ کہ مسلمانوں میں سے حضرت علیؓ کے بھائی جعفر بن ابی طالب آگے بڑھے اور عرض کیا۔ کہ اے بادشاہ ہم بڑے جاہل اور وحشی لوگ تھے ہم بتوں کو پوجتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ بے حیائیاں کرتے تھے۔ رشتہ داروں کے حقوق تلف کرتے تھے۔ ہمسائیوں کو تکلیف دیتے تھے۔ ہم میں سے زبردست کمزور کو کھاجاتا تھا۔ ہم ایسی بری حالت میں تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا [illegible] ہماری امانت و دیانت اور پاکدامنی سے ہم واقف تھے۔ اس نے ہمیں اللہ کی توحید اور عبادت کی طرف بلایا۔ اور یہ کہ ہمارے باپ دادا جن کی پوجا کرتے تھے۔ انہیں چھوڑ دیں۔ یعنی پتھروں اور بتوں کو۔ اس نے ہم کو حکم دیا۔ کہ ہم سچ بولیں۔ امانت و دیانت کو اختیار کریں۔ رشتہ داروں کے حقوق پورے کریں۔ ہمسائیوں سے نیک سلوک کریں۔ تمام حرامکاریوں سے باز آجائیں۔ کسی کو ناحق قتل نہ کریں۔ بے حیائی کے کاموں کو چھوڑ دیں۔ جھوٹ نہ بولیں۔ یتیموں کا مال نہ کھائیں۔ پاک [illegible] پر بہتان نہ باندھیں۔ خدا کی عبادت کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ نمازیں پڑھیں زکوٰۃ دیں۔ روزے رکھیں۔ پس ہم نے اس کی تصدیق کی۔ اس پر ایمان لے آئے۔ اور اس کی تعلیم کی پیروی کی۔ اللہ کی عبادت کرنے لگے۔ جو ہم پر حرام کیا گیا۔ اس سے باز آئے۔ جو جائز کیا گیا۔ اسے اختیار کرنے لگے۔ مگر ہماری قوم نے ہم پر زیادتیاں کیں۔ ہم کو طرح طرح کے عذاب دیئے۔ اور ہمارے دین سے ہم کو بزور روکنا چاہا۔ تاکہ ہم کو پھر بتوں کی عبادت کی طرف لے جائیں۔ اور تاکہ ہم پھر حرامکاریاں شروع کردیں۔ اور پھر ہم برے کام کرنے لگ جائیں۔ پس جب ہماری قوم نے ہم پر مظالم شروع کئے۔ ہم کو حد سے زیادہ تکلیفیں دینے لگے۔ اور ہم کو دین کے کاموں سے روکنے لگے۔ تو اے بادشاہ ہم وہاں سے نکلکر تیرے شہر میں آگئے۔ اور ہم نے سارے بادشاہوں کو چھوڑ کر تیری پناہ لی۔ اور تیرے زیر سایہ رہنے لگے۔ اور تیرے پاس آکر ظلموں سے محفوظ ہوگئے۔ یہ سن کر نجاشی نے کہا۔ کہ جعفر تجھے اپنی الہامی کتاب میں سے بھی کچھ یاد ہے۔ جعفر نے کہا۔ ہاں مجھے قرآن یاد ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اس کا کچھ حصہ مجھے سناؤ۔ جعفر نے سورہ مریم کا ابتدائی حصہ سنایا۔ پس خدا کی قسم نجاشی رونے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی تمام داڑھی تر بتر ہوگئی اور تمام درباری رونے لگے۔ یہاں تک کہ ان کے صحیفے بھیگ گئے پھر نجاشی نے کہا۔ خدا کی قسم یہ کلام اور موسیٰ کا کلام ایک ہی مشکوٰۃ سے نکلے ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم میں ان لوگوں کو کبھی تمہارے سپرد نہیں کروں گا ؛

ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جب وہ دونوں قاصد دربار سے ناکام نکلے۔ تو عمرو بن عاص نے دوسرے ساتھی سے کہا۔ کہ خدا کی قسم کل میں بادشاہ کو مسلمانوں کے خلاف ایک اور طرح بھڑکاؤں گا۔ اور کل دیکھ لینا ان مسلمانوں کو بیخ و بنیاد سے اکھیڑ دوں گا۔ اس کے ساتھی نے کہا۔ اب جانے دو۔ یہ بھی ہمارے اپنے ہی ہیں۔ اور وہ ساتھی اچھا آدمی تھا۔ مگر عمرو بن عاص نے کہا۔ ہرگز نہیں۔ میں بادشاہ کو ضرور خبر دوں گا۔ کہ یہ مسیح [illegible] عمرو بن عاص پھر دربار میں گیا۔ اور کہا۔ کہ اے بادشاہ یہ لوگ مسیح بن مریم کو بہت برا سمجھتے ہیں۔ بادشاہ نے پھر مسلمانوں کو بلوا بھیجا۔ ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ کہ ہم سب لوگ سخت گھبرائے۔ اور مشورہ کے لئے جمع ہوئے۔ مشورہ پھر یہی ہوا۔ کہ ہم مسیح ابن مریم کے متعلق وہی کچھ دربار میں کہیں گے۔ جو خدا اور اس کے رسول نے فرمایا ہے۔ پھر نتیجہ خواہ کچھ ہو۔ اس کے بعد جب مسلمان دربار میں گئے۔ بادشاہ نے پوچھا۔ تم مسیح کے حق میں کیا کہتے ہو۔ جعفرؓ نے کہا۔ ہم اس کے حق میں وہی کہتے ہیں۔ جو خدا نے ہمارے نبی کو فرمایا کہ وہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول اور اس کی روح اور اس کا کلمہ ہے۔ جو اس نے کنواری مریم کے پیٹ میں ڈالا۔ ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ کہ نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا۔ اور ایک تنکا اٹھاکر کہا۔ کہ جو تو نے مسیح کی تعریف بیان کی ہے۔ خدا کی قسم میں مسیح کو اس سے اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں سمجھتا۔ تمام وہ پادری جو اس کے اردگرد بیٹھے تھے۔ اس پر سخت برا منایا۔ اور نہایت برافروختہ ہوئے۔ لیکن اس نے کہا۔ خواہ تم برافروختہ ہی کیوں نہ ہو۔ میں یہی سمجھتا ہوں۔ پھر مسلمانوں سے کہا۔ کہ جاؤ اور میرے ملک میں امن سے رہو۔ جو شخص تم کو برا کلمہ تک کہے گا۔ اسے سزا ملے گی۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ تم میں سے ایک شخص کو بھی کوئی ذراسی تکلیف پہنچے۔ خواہ مجھے اس کے بدلہ ہزاروں من سونا ہی کیوں نہ ملتا ہو۔ پھر کہا۔ کہ ان قاصدوں کے تمام تحفے واپس کردو۔ خدا نے میرا کھویا ہوا ملک جب مجھ کو دیا تھا۔ تو نہ رشوت کے ذریعہ۔ نہ لوگوں کو خوش کرنے کے ذریعہ۔ بلکہ محض اپنی مہربانی سے دیا تھا۔ پس میں کیوں رشوت لوں۔ اور کیوں لوگوں کی خوشنودی چاہوں۔ پس وہ دونوں قاصد تحفے واپس لے کر اور نہایت ذلیل ہوکر دربار سے نکلے۔ اور ہم بادشاہ کے زیر سایہ نہایت خاطر و مدارات سے رہنے لگے لیکن چند روز ہی گزرے تھے۔ کہ نجاشی پر ایک بادشاہ نے چڑھائی کی۔ خدا کی قسم ہم کو اس قدر سخت غم ہوا۔ کہ کبھی ساری عمر میں اتنا غم نہیں ہوا تھا۔ اس ڈر سے کہ اگر خدانخواستہ نجاشی ہارا۔ اں کا دشمن غالب آگیا۔ تو معلوم نہیں۔ کہ وہ بادشاہ ہم سے کیا سلوک [illegible] نجاشی اس غنیم کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ اور دشمن دریائے نیل کے پار تھا۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے آپس میں کہا۔ کہ کس کو بھیجیں۔ جو لڑائی کے میدان میں جاکر جیتنے والے کی خبر لائے؟ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں خبر لاتا ہوں۔ اور وہ عمر میں سب سے چھوٹے تھے۔ ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ کہ مسلمانوں نے ان کو ایک مشک ہوا سے بھر دی جسے انہوں نے سینہ کے نیچے رکھا۔ اور دریائے نیل تیر کر میدان جنگ میں پہنچے۔ اور پیچھے ہم لوگ اللہ تعالےٰ سے دعائیں کرنے لگے۔ کہ اللہ تعالےٰ نجاشی کو دشمن پر غالب کرے۔ اور وہ اپنے ملک پر قابض رہے۔ سب حبشی اس کے قابو میں رہیں۔ آخر اللہ تعالےٰ نے اسے فتح دی۔ اور ہم اس کے پاس رہے۔ یہاں تک کہ واپس ہوکر حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ ابھی مکہ میں تھے ؛ (خاکسار سید محمد اسحاق)

احمدی جماعتوں کے تشخیص بجٹ کے متعلق ضروری اعلان

محترم احباب حلقہ سیالکوٹ و جموں و شیخوپورہ و گجرات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے۔ کہ ان اضلاع کی جماعتوں کی تشخیص میرے ذمہ تھی۔ یہ کل جماعتیں ۸۸ ہیں۔ ۷۷ جماعتوں کے بجٹ مکمل ہوکر میرے پاس آچکے ہیں۔ ۱۱ جماعتوں کے بجٹ آنے والے ہیں۔ علاوہ ان کے [illegible] اور جماعتیں میرے [illegible] ان حلقوں سے [illegible] گئی ہیں۔ [illegible] جماعتیں باقی ہیں۔ ان [illegible] تشخیص کنندے بھی مقرر کئے گئے ہیں۔ ان تشخیص کنندگان کو خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اب جسقدر جلد ہو سکے۔ ان جماعتوں کے مکمل بجٹ تشخیص کرکے ارسال فرمائیں۔ تاکہ اس کام کو ختم کرکے آخری رپورٹ کے ساتھ آپ لوگوں کے لئے اور جن جن احباب نے اس کار خیر میں کوشش کی ہے۔ اور اپنے قیمتی وقت کی قربانی کرکے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت دیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں سب کی فہرست دعا کے لئے پیش کرسکوں۔ ذیل میں ان تشخیص کنندگان کے نام معہ ان کے ذمہ کی جماعتوں کے درج ذیل کئے جاتے ہیں

بابو شیر خان صاحب شہر سیالکوٹ۔ سیالکوٹ چھاؤنی۔ ڈسکہ ہونے والا

حکیم محمد قاسم صاحب ڈالے موسٹے۔ کھاریاں۔ چک سکندر۔ گوٹریالہ۔ دیونا ماجرہ

میاں خان صاحب پنڈی بہاؤ الدین۔ پنڈی بہاؤ الدین۔ بادموئی۔ ہیلاں۔ جوعہ

مولوی محمد حسین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ۔ پونچھ

میاں جلال الدین صاحب اجوری۔ راجوری۔ چارکوٹ

سید محمد اسحاق جائنٹ ناظر بیت المال قادیان

آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور سر محمد اقبال

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا بیان

میں گزشتہ پانچ ہفتوں سے لاہور سے باہر رہا۔ اس لئے میں نئی کشمیر کمیٹی کی کارروائی سے کما حقہٗ واقف ہونے سے قاصر رہا ہوں۔ مجھے یہ معلوم کرکے ازحد مسرت ہوئی ہے۔ کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے کمیٹی کے دو یا تین اجلاس منعقد کئے۔ جن میں بعض نہایت اہم قراردادیں پاس کی گئی ہیں۔ جو شیخ محمد عبد اللہ کی فوری رہائی اور ہمارے کشمیری مسلمان بھائیوں کی بہتری اور برتری اور بعض دوسرے اہم معاملات سے متعلق ہیں۔ مقام افسوس ہے۔ کہ حکومت کشمیر نے برطانوی ہند کے چند سرکردہ مسلم رہنماؤں کے ایک وفد کو کشمیر میں وارد ہونے کی اجازت نہیں دی۔ ان حالات کے پیش نظر اگر ملک برکت علی نہیں۔ تو کم از کم ڈاکٹر سر محمد اقبال کشمیر میں جاتے۔ تو بہت ہی اچھا ہوتا۔ کیونکہ انفرادی حیثیت سے کشمیر میں داخل ہونے میں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر ایسا کیا جاتا۔ تو متذکرۃ الصدر اصحاب میں سے کوئی ایک وزیر اعظم اور مہاراجہ بہادر سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے میں ضرور کامیاب ہو جاتا۔ اور اس طرح سے حکومت اور رعایا دونوں کو اصلاح احوال کے لئے کسی فوری تبدیلی کے عمل میں لانے پر آمادہ کرنا بہت آسان ہو جاتا۔

ہمالیہ جیسی غلطی

مجھے یہ خیال تھا۔ کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کی براہ راست راہبری میں نئی کشمیر کمیٹی کی تشکیل و تجدید کے ساتھ ہی تمام حالات درست ہو جائیں گے۔ لیکن مجھے ابھی ابھی ایک دعوتی رقعہ ایک ضروری جلسہ منعقدہ ۱۴ اگست بمقام لاہور میں شامل ہونے کے لئے ملا ہے۔ اس جلسہ کی غرض و غایت یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ آیا پرانی کشمیر کمیٹی کو از سر نو معرض وجود میں لانا بہتر ہوگا یا نہیں۔ ہمیں شک نہیں۔ کہ میرپور کے وکیل کی تشریح ناقابل عفو ہے۔ لیکن نئی کمیٹی سے نہ صرف قادیانی احمدیوں بلکہ لاہوری احمدیوں اور دوسرے پرانے کارکنوں کو جنہوں نے اپنی زندگیاں کشمیر کمیٹی کی کامیابی کے لئے وقف کر رکھی تھیں۔ علیحدہ کر دینا ایک ہمالیہ جیسی بڑی غلطی ہے۔

قواعد کی خلاف ورزی

یہ صحیح ہے۔ کہ سر محمد اقبال ایک عام اجتماع میں اپنی پوزیشن ظاہر کر دینے میں حق بجانب تھے۔ لیکن موچی دروازہ کے باہر ایک غیر ذمہ وار اجتماع کے سامنے ارکان کمیٹی کا انتخاب کرنا ایک عاقبت نااندیشانہ اقدام ہے۔ جدید آئین کے ماتحت صرف وہ ارکان کمیٹی کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ جو سالانہ چندہ کی ایک خاص رقم ادا کرتے ہیں۔ اس ضابطہ کی روشنی میں بہترین ذمہ وارانہ طریق کار یہ تھا۔ کہ سب سے پہلے چندہ دینے والے ارکان کو اپنا ممبر بنایا جاتا۔ جو بعد میں نئی کمیٹی کی تشکیل و تجدید کرتے۔ اور اس کی کامیابی کے لئے بہترین دماغوں کا انتخاب کرتے۔ مجھے سر محمد اقبال کے اخلاص اور قومی ہمدردی پر کامل اعتماد ہے۔ اور کئی دوسرے اشخاص کی طرح مجھے بھی ان کی ذات سے عقیدت ہے لیکن دوسرے انسانوں کی طرح ان میں بھی خامیاں موجود ہیں۔ قدرت کے عالمگیر قانون کے ماتحت کوئی انسانی وجود بھی غلطیوں سے مبرا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ ایک ایسی اہم کمیٹی کے انتخاب کو صرف ایک آدمی کی رضامندی پر چھوڑنا سراسر ناجائز اور خلاف قانون ہے۔

امام جماعت احمدیہ کی خدمات

حضرت مرزا محمود احمد صاحب سابق صدر کشمیر کمیٹی نے کشمیری مسلمانوں کی بہتری کے لئے بیش بہا خدمات سر انجام دی ہیں اور کشمیری مسلمان بجا طور پر ان کی اور ان کی کمیٹی کے شکر گزار اور ممنون ہیں۔ اس لئے یہ مناسب اور درست تھا۔ کہ کمیٹی کے انتخاب میں ان سے مشورہ حاصل کیا جاتا۔ اور کم از کم ان کی دیرینہ اور ٹھوس خدمات کے پیش نظر ان کو کمیٹی کے ایک رکن کی حیثیت سے مسلم فرقہ کی خدمت سر انجام دینے کی اجازت دی جاتی۔

اسی طرح مولانا غلام رسول صاحب مہر نے کمیٹی کے سیکرٹری کی حیثیت سے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اور مولانا سید حبیب [illegible] بھی [illegible] آپ کو ایک [illegible] ثابت [illegible] ان کے [illegible] کمیٹی کو ان کو نظرانداز کرکے ان کو کمیٹی [illegible] قومی کارکن کی حیثیت سے

کام کرنے سے محروم کرنا کسی صورت میں زیب نہیں دیتا۔ سر محمد اقبال مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ کہ جب نیا انتخاب شروع ہوتا ہے۔ تو اکثر اوقات تمام کابینہ کے ارکان مستعفی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ان اصحاب کے استعفے کسی صورت میں خلاف قانون نہ تھے۔ نئی کشمیر کمیٹی کے تشکیل دہندگان کا یہ فرض تھا۔ کہ وہ ان کے اس فعل کو کسی بے اعتمادی سے تعبیر نہ کرتے۔

غیر دانشمندانہ روش

کشمیر کمیٹی کو مسلم فرقہ کی تمام جماعتوں کا نمائندہ ادارہ ہونا چاہیئے۔ مگر موجودہ وقت میں جن [illegible] اصول پر اس کو منظم کیا گیا ہے۔ اس طریق سے یہ صرف چند محدود جماعتوں کی نمائندگی کر رہی ہے۔ باقی جماعتوں کو دیدہ دانستہ اس سے علیحدہ کیا گیا ہے۔ اس نازک موقعہ پر جہاں تمام فرقے اور قومیں باہمی اعتماد اور تعاون پر زور دے رہی ہیں۔ کارپردازان کشمیر کمیٹی کا دوسری مسلم جماعتوں سے عدم تعاون کرنا بے حد افسوسناک اور غیر دانشمندانہ رویہ ہے۔ سر محمد اقبال کا بیان ہے۔ کہ احمدی عنصر کو کشمیر کمیٹی سے اس لئے علیحدہ کیا گیا ہے۔ کہ مذہبی بناء پر دوسری جماعتوں کو احمدیوں سے اختلافات ہیں۔ لیکن اگر یہ صحیح نہیں۔ تو پھر کونسی معقول وجہ ہے۔ جس کی بناء پر ان کی دو سالہ خدمات کو فراموش کرکے ان کو کمیٹی سے علیحدہ کیا گیا ہے۔ اگر مذہبی اختلافات کی بجائے واقعی اور کوئی وجہ ہے۔ تو سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ برادرانہ گفت و شنید سے غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جاتا۔ اور باہم [illegible] کے لئے کوئی [illegible] تیار کئے جاتے۔ اور یہ صرف اسی صورت میں قابل عمل ہو سکتا تھا۔ کہ ایک صحیح آئینی جماعت کمیٹی کا انتخاب کرتی۔ اور تمام صورت حالات پر سنجیدہ اور دیانتدارانہ غور کرتی۔

تبلیغ احمدیت کا الزام

میرے کرم فرما ملک برکت علی نے بھی بیان کیا ہے۔ کہ "قادیانی احمدی مسلمانان کشمیر کو امداد دینے کی نسبت زیادہ تر تبلیغی کام کر رہے تھے" جہاں تک میں اس بیان کی حقیقت کو یاد کرتا ہوں۔ مجھے یہ بیان حقائق کے بجائے میر واعظ محمد یوسف کی پارٹی کے غلط پروپیگنڈا کے نتیجہ پر مبنی نظر آتا ہے۔ اگر ایک صحیح آئینی کمیٹی میں اس الزام پر بحث کیا جاتا۔ تو مرزا صاحب اس الزام کے مرتکب سمجھے جا سکتے۔ لیکن اس قسم کی کارروائی کے بغیر ایسا الزام بالکل بے بنیاد اور خلاف حقیقت ہے۔

مجھے یقین ہے۔ کہ تمام مسلم [illegible] اس امر سے اچھی طرح واقف ہیں [illegible] احمدی [illegible] مرزا محمود احمد صاحب کا [illegible] فرقہ کی [illegible] سے تعلق رکھتا ہے [illegible] ہیں [illegible] باتیں ایک دوسرے سے اہم [illegible] اختلافات [illegible] کشمیر کمیٹی کے ایک [illegible] میں یہ [illegible]

کہ کمیٹی متذکرہ کے سابق صدر کی اہم خدمات سے پبلک کو روشناس کراؤں۔ اور خود بھی ان کا معترف ہوں۔ کیونکہ انہوں نے کشمیر کے بیکس مسلمانوں کو نہایت نازک مرحلوں میں مدد دی ہے۔ اور اب بھی ان کو چاہ ضلالت سے نکال کر ترقی کی سطح پر لانے کے لئے شب و روز مصروف عمل ہیں۔

ڈاکٹر اقبال سے اپیل

خاتمہ پر میں ڈاکٹر سر محمد اقبال اور دوسرے مسلمان بھائیوں سے پر زور اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اتحاد کے لئے اپنے ذاتی مفادات کو قربان کر دیں۔ تاہم سب جماعتی اختلافات سے بالاتر ہو کر کشمیر کے بھائیوں کی مؤثر خدمات انجام دے سکیں۔ اور ان کی بہبودی کے لئے ایک متحدہ محاذ قائم کر سکیں۔ ہمارا فرض ہے کہ باہمی رقابت اور عناد کو بالائے طاق رکھ کر ایک نقطہ پر جمع ہو کر میدان عمل میں دوش بدوش گامزن ہوں۔

میں اپنے بھائیوں کے غور و خوض کے لئے ایک ذاتی مثال پیش کرتا ہوں۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ہمیں اپنے قادیانی احمدی بھائیوں سے اصولی مذہبی اختلافات ہیں۔ دونو جماعتوں کے رہنماؤں نے ہمیشہ ایسے طریق اور ذرائع سوچے ہیں۔ کہ ہم تمام اختلافات کی موجودگی میں ایک دوسرے کے اعتماد اور تعاون حاصل کر سکیں۔ لیکن ... نے انتہائی کوششیں کیں۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ خوش قسمتی سے کشمیر کمیٹی معرض وجود میں آئی۔ جو ہمارا ایک مشترکہ پلیٹ فارم ثابت ہوئی۔ جہاں ہم متحد ہو گئے۔ اور اپنے کشمیری بھائیوں کی بہتری و برتری کے لئے دوش بدوش کام کرنے لگے۔ انہوں نے کشمیر دربار کے جور و استبداد اور غیر منصفانہ سلوک کے خلاف جس تعریف ... میں مدت مدید سے پھیلا ہوا تھا ان کو بیدار کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اور ان کو جہالت کے گڑھے سے نکالنے کے لئے ہم نے متحدہ کوشش کیا۔

اصل مقصد

میں ملک کے ہمدرد حضرات کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہمارا تعاون مذہبی پراپیگنڈا نہ تھا۔ اور نہ ہمارا اپنی پوزیشن سے کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے کا مقصد تھا۔ ہمارا مقصد صرف یہ تھا کہ چالیس لاکھ بیکس مسلمانوں کی جو پیغمبر علیہ السلام کے احکام کے پابند ہیں ... کی خدمت کی جائے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر باوجود اپنے اختلافات کے باوجود ہم آپس میں متحد ہو سکتے ہیں تو کیا یہ اتحاد تمام مسلمانوں کے لئے خضر راہ ثابت نہیں ہو سکتا جو ... فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ اور ...

نظارتوں کے اعلانات

تقرر عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل جماعتوں کے لئے حسب ذیل اصحاب تاریخ امروزہ سے صرف ۳۰ اپریل ۳۴ء تک عہدہ دار منظور کئے جاتے ہیں۔

سیالکوٹ شہر

جنرل سکرٹری — چوہدری شاہ نواز صاحب وکیل
سکرٹری تبلیغ — بابو محمد بشیر صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ — میاں محمد خلیل صاحب، سید فیاض حیدر صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت — بابو قاسم الدین صاحب
سکرٹری مال — حاجی شیر خان صاحب
سکرٹری امور عامہ — چوہدری شاہ محمد صاحب
سکرٹری وصایا — چوہدری فضل احمد صاحب
سکرٹری تالیف و تصنیف — بابو محمد شریف صاحب
سکرٹری ضیافت — منشی احمد الدین صاحب
امین — حاجی شیر خان صاحب
آڈیٹر — بابو محمد اسلم صاحب

چک ۵۵۹ گ ب احمدیہ

پریذیڈنٹ — چوہدری نبھے خان صاحب
سکرٹری تبلیغ — چوہدری عنایت اللہ صاحب
سکرٹری تالیف و اشاعت — ہیڈ ماسٹر مڈل مدرسہ
اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ — چوہدری عطاء اللہ صاحب
سکرٹری مال، امین — منشی عمر الدین صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری مال — چوہدری شریف احمد صاحب

ٹھٹھہ

جنرل سکرٹری، سکرٹری تعلیم و تربیت، سکرٹری مال، سکرٹری وصایا — ماسٹر ابراہیم صاحب
سکرٹری تبلیغ — چوہدری رحمت صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ — مرزا نذیر احمد صاحب جمعدار

یادگیر

جنرل سکرٹری، سکرٹری امور عامہ — سید حسین صاحب وکیل
سکرٹری امور خارجہ — سید حسین صاحب وکیل
سکرٹری مال و محاسب — مولوی عبد القادر صاحب
سکرٹری تبلیغ و سکرٹری وصایا — مولوی عبد الحی صاحب

لاہور چھاؤنی

سکرٹری تالیف و تصنیف — صوفی علی محمد صاحب

گوئیکی

جنرل سکرٹری — پیر بشیر احمد صاحب
سکرٹری مال — پیر محمد اکبر صاحب
سکرٹری تبلیغ — پیر محمد عبد اللہ صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ — میاں محمد الدین صاحب
سکرٹری وصایا — پیر بشیر احمد صاحب
سکرٹری تالیف و تصنیف — منشی احمد خان صاحب
سکرٹری امور خارجہ — چوہدری غلام محمد صاحب
سکرٹری امور عامہ — چوہدری علی محمد صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت و سکرٹری ضیافت — محمد نور الدین صاحب

کوٹ رحمت خاں

پریذیڈنٹ و سکرٹری تبلیغ — ملک شیر محمد صاحب
سکرٹری مال — منشی محمد ابراہیم صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت — میاں محمد عبد اللہ صاحب

بھاگلپور

جنرل سکرٹری — حکیم محمد سعید صاحب
اسسٹنٹ جنرل سکرٹری — پروفیسر علی احمد صاحب ایم اے
سکرٹری تبلیغ — مختار نذیر الحق صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ — قاضی کلیم الدین صاحب
سکرٹری امور عامہ — مولوی اختر علی صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری امور عامہ — ابو رشید صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت — پروفیسر علی احمد صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری تعلیم و تربیت — مولوی عبد الباسط صاحب

مزنگ

جنرل سکرٹری — چوہدری عبد الرحیم صاحب
سکرٹری مال — چوہدری عبد الجلیل صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت — میاں محمد یوسف صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری تعلیم و تربیت — شیخ فتح محمد صاحب
سکرٹری تبلیغ — چوہدری غلام احمد صاحب ایم اے
سکرٹری وصایا — ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب
سکرٹری امور عامہ و سکرٹری امور خارجہ — ڈاکٹر عبد الحق صاحب
سکرٹری تالیف و تصنیف — چوہدری بشیر احمد صاحب
امین — چوہدری عبد الرحیم صاحب

کھوکھووال چک ۱۲۱ ضلع لائل پور

سکرٹری — ماسٹر عبد الرحمن صاحب

قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء کے موقعہ پر بعد مشورہ نمائیندگان فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ "قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ مختصر نوٹوں کے ساتھ جسقدر جلد ممکن ہو۔ شائع کر دیا جائے۔ دوست اپنی اپنی جگہ کوشش کر کے دو ہزار خریدار پیشگی قیمت ادا کرنے والے مہیا کر دیں" اس لئے گزارش ہے۔ کہ احباب کوشش کے ساتھ خریدار بہم پہنچائیں۔ اور پیشگی قیمت ساڑھے سات روپیہ فی نسخہ کے حساب سے دفتر محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پتہ پر ارسال کرا دیں۔ یہ کام نہایت توجہ اور تندہی سے ہونا چاہیئے۔ تاکہ طباعت کا کام جلد سے جلد ہاتھ میں لیا جا سکے ۔

(ناظر تالیف و تصنیف قادیان)

ضرورتِ امداد

حیدر آباد سندھ میں صرف تین چار احمدیوں کی جماعت ہے۔ جو بہت ہی جانفشانی اور محنت سے تبلیغ کا کام کر رہی ہے چونکہ احباب جماعت کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ اس لئے مالی بوجھ زیادہ برداشت نہیں کر سکتی۔ ان کی خواہش ہے۔ کہ اگر کوئی دوست یا جماعت اگر دس روپیہ ماہوار امداد دے۔ تو ہم یہاں تبلیغ کا کام بہت زیادہ زور سے چلا سکتے ہیں۔ اس وقت ان کی تحریک میں وہاں ساٹھ ساٹھ صفحوں کے دو ہزار کی تعداد میں ٹریکٹ شائع کئے جا رہے ہیں۔ میں سفارش کرتا ہوں۔ اگر کوئی دوست یا جماعت ان کی امداد کر سکے۔ تو میں شکر گزار ہوں گا۔ پتہ بابو [illegible] صاحب پوسٹل کلرک حیدر آباد سندھ نائب مہتمم تبلیغ ہے ۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

تعاونی سکیم کے متعلق اعلان

تعاونی سکیم کی ایک ایک کاپی تمام نمائیندگان مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء کو بھجوائی جا چکی ہے۔ براہ مہربانی نمائیندگان اپنی اپنی رائے لکھ کر بھجوا دیں۔

اگر کسی صاحب کو اس سکیم کی کاپی نہ ملی ہو۔ تو براہ مہربانی فوراً اطلاع بخشیں۔ تاکہ بھجوائی جا سکے پتہ مکمل لکھا جائے۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

مسلم کانفرنس ڈوڈہ ضلع اودہم پور کا اعلان

بتاریخ ۲۳ جولائی ۱۹۳۳ء مسلم کانفرنس کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت جناب غلام قادر صاحب پریذیڈنٹ مسلم کانفرنس منعقد ہوا۔ اور حسب ذیل ریزولیوشن پاس کئے گئے

(۱) جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سابق صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے دوران صدارت میں مسلمانوں کی جو تحریری [illegible] مالی اور قانونی امداد کی ہے۔ اس کے لئے ہم ان کے اور جملہ ممبران سابق کشمیر کمیٹی کے تہ دل سے شکر گزار ہیں۔ اور امید کرتے ہیں۔ کہ آئندہ بھی [illegible] مسلمانان کشمیر کی الوسع امداد فرماتے رہیں گے۔ اگرچہ صاحب موصوف آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت سے مستعفی ہو چکے ہیں۔ تاہم ہم جمیع مسلمانان ڈوڈہ اودہم پور کی طرف سے جناب مرزا صاحب کو اپنا نمائندہ مقرر کرتے ہیں تاکہ انکی ذات سے ہندوستان اور کشمیر دونوں جگہ ہمارے حقوق کی حفاظت ہوتی رہے ۔

(۲) مسمی بھاگ سنگھ راناسکنہ ڈوڈہ نے قبرستان کا کچھ حصہ جبراً لے لیا ہے۔ جکا موقع تحصیلدار صاحب رام بن نے ملاحظہ فرمایا تھا۔ یہ جگہ حکومت سے پرزور لیکن ادب کے ساتھ استدعا کرتا ہے کہ رقبہ مسلمانوں کو واگذار [illegible] مسلمانان [illegible] نے برائے عبادت تیار کی ہے۔ مگر موضع کے ہندو حصوتی (؟) دھواستیں دے کر مسجد کو مسمار کرانا چاہتے ہیں۔ اس لئے جلسہ ہذا جناب گورنر صاحب جموں کی توجہ اس طرف مبذول کرتے ہوئے عرض پرداز ہے۔ کہ مسجد کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے

خاکسار محمد صدیق جنرل سکرٹری مسلم کانفرنس ڈوڈہ ریاست کشمیر

مسٹر کالون وزیر اعظم ریاست کشمیر کی نئی پالیسی

جب شیخ محمد عبد اللہ صاحب کشمیری پہلی دفعہ جیل سے معہ اپنے رفقاء کے رہا ہوئے۔ تو مسٹر کالون کا تقرر کشمیر میں بطور وزیر اعظم ہو چکا تھا۔ اور مسلمان انگریز وزیر کی آمد پر بے حد مسرور تھے۔ چنانچہ شیخ محمد عبد اللہ صاحب جو ریاست کے ۳۲ لاکھ مسلمانوں کے واحد راہنما ہیں۔ بار ہا مسٹر کالون سے ملے۔ اور ان ملاقاتوں کی وجہ سے رعایا کے تعلقات حکومت کے ساتھ دن بدن بہتر ہوتے گئے۔ مسٹر کالون نے مسلمانوں کو یقین دلایا۔ کہ وہ ان کے حقوق جلدی انہیں دے دیں گے اور کہ گزشتہ واقعات کو بھول جانا چاہیئے۔ چنانچہ شیخ محمد عبد اللہ صاحب نے تمام مسلم پبلک کو بھی اس کا یقین دلایا۔ اور حالات روز رفتہ بہت اچھے ہو گئے۔ لیکن بدقسمتی سے [illegible] سال کسی قسم کی بدامنی یا بداعتمادی کا خیال تک بھی کسی کو نہ تھا۔ کہ مسلمانوں کے دو واعظوں یعنی ملا یوسف شاہ اور مولوی ہمدانی صاحب نے ذاتی جھگڑوں نے فرقہ دارانہ جھگڑا اور فساد پیدا کر دیا۔ ملا یوسف شاہ اور اس کی پارٹی اس بات پر مصر تھی۔ کہ جامع مسجد سری نگر میں جو تمام ریاست کے مسلمانوں کے چندے سے تیار ہوئی ہے۔ اور جس میں عبادت کا حق ہر ایک کلمہ گو مسلمان کو ہے۔ مولوی ہمدانی یا کسی دیگر مسلمان کو عبادت کی اجازت نہ دی جائے [illegible] اور محض چند ووٹوں اور ذاتی عزت کی خاطر مسلمانوں کے خون کو ارزاں قیمت پر فروخت کرنے کے علاوہ اسلامی مفاد کو بھی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ بہر حال مسجد میں نماز عید ادا کرنے پر یوسف شاہی پارٹی نے عام مسلمانوں پر حملہ کر کے بدامنی پیدا کر دی۔ اور یہ جنگ کئی دن تک جاری رہی۔ اور ریاست مسلمانوں کی لڑائی کا تماشہ دیکھتی رہی۔ اور دونوں پارٹیوں کے جھگڑوں میں شیخ محمد عبد اللہ صاحب کو پھانسنے کی کوشش میں رہی۔

آخر ریاست کو مسٹر محمد عبد اللہ کی گرفتاری کا بہانہ بھی جلد ہی مل گیا۔ مولوی ہمدانی صاحب کے پارٹی کے ایک شخص کو لڑائی میں ملا یوسف کی پارٹی نے قتل کر دیا۔ اور عام مسلمان میت کا جلوس نکالنے پر آمادہ ہو گئے۔ شیخ محمد عبد اللہ صاحب نے اس کے متعلق مسٹر پیل انسپکٹر جنرل پولیس کشمیر سے ملاقات کی۔ اور جب شیخ صاحب جلوس نکلنے کے مقام کی طرف تشریف لے گئے لیکن ان کی آمد سے قبل جلوس نکل چکا تھا۔ اور ان کے لئے ناممکن تھا۔ کہ وہ جلوس کو روک سکیں۔ چنانچہ وہ جلوس کو روکنے میں بالکل ناکام رہے۔ اور انہیں معہ اپنے دیگر رفقاء کے گرفتار کر لیا گیا۔

مسٹر کالون کی موجودہ پالیسی نے مسلمانوں کے دلوں میں ان کے متعلق بداعتمادی پیدا کر دی ہے۔ اور اب وہ ان کا عزت اور اعتماد کر شائد ہی دوبارہ حاصل کر سکیں۔

پس ان کا فرض ہے۔ کہ اگر وہ حق و انصاف کی حکومت چاہتے ہیں۔ تو غلط مشورہ سے بچیں۔ لیکن اگر وہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ ان کی پالیسی درست اور صحیح ہے تو مسلمان ان سے کسی صورت میں تعاون نہ کریں گے۔ اس لئے بہتر اور مناسب ہو گا کہ وہ بجائے مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کرنے کے خود عزت کے ساتھ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہو جائیں ۔

(نامہ نگار)

سنٹرل جیل سری نگر میں مسلمان جیلر کی ضرورت

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سنٹرل جیل سری نگر کی خالی شدہ جیلر کی جگہ ایک ان ٹرینڈ کشمیری پنڈت کو دی جا رہی ہے جو کسی طرح بھی اس عہدہ کے لئے موزوں نہیں۔ لیکن صرف پنڈت ہونے کے زور اور رسوخ کی بناء پر مقرر کیا جا رہا ہے۔ گورنمنٹ کشمیر نے گذشتہ دنوں گلینسی کمیشن کی سفارشات و اصلاحات کے متعلق ایک بیان اخبارات میں شائع کرایا ہے۔ اور مسلمانوں کو امید ہے کہ باقی حقوق بھی جلد تر انہیں دیئے جائیں گے۔ لیکن جیلر کی اسامی پر ایک ہندو کا تعین ایک محض ناواقف اور ان ٹرینڈ ہو تعجب خیز ہے اور شائع شدہ ریاست کے [illegible] سے زیادہ قابل اور ٹرینڈ [illegible] مسلمان امیدواروں کو ترجیح دی جاتی [illegible] سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کے حق کا پورا پورا خیال رکھیں گے۔ (نامہ نگار)

پنجاب کونسل میں ایکٹ انتقال اراضی کی خلاف ورزی پر سوالات

پنجاب [illegible] ضلع گجرات [illegible] ایکٹ انتقال اراضی کی خلاف ورزی [illegible] کی جا رہی ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ۱۱ اپریل ۱۹۳۳ء کو پنجاب کونسل میں ایک سوال کے جواب میں ریونیو ممبر صاحب بہادر نے ارشاد فرمایا تھا کہ ۱۹۳۱ء، ۱۹۳۲ء دو سال کے اندر ۹۰۰ کے قریب غیر زراعت پیشہ لوگوں کو ڈپٹی کمشنر نے اجازت خرید اراضی دی۔ اس قدر کثیر تعداد میں زراعت پیشہ لوگوں کو اگر دو سال کے اندر [illegible] مختلف طریقوں [illegible] جاری ہے [illegible] ہو جاتے ہیں۔ [illegible] دس [illegible] سوالات [illegible] خان صاحب ممبر پنجاب کونسل نے دریافت کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ ایک یہ ہے کہ لوگ مکانات کی تعمیر کے بہانے منظوری کی درخواست کرتے ہیں۔ کاغذات مال میں وہ زمین زراعت کے لئے مخصوص ہوتی ہے اور اس میں مشتری بھی زراعت ہی کرتا ہے۔ مگر مکانات کی تعمیر کی وجہ بتا کر منظوری دیدی جاتی ہے۔ ایسی بہت سی مثالوں پر سوالات دریافت کئے جائیں گے۔ موضع دبول تحصیل پھالیہ میں ایک ساہوکار نے اپنی اسامیوں سے زمین خرید کر [illegible] کے نام انتقال شروع کی۔ اور زمیندار اپنی جدی اراضی کو فرضی طور سے ساتھ ساتھ [illegible] اب ساہوکار نے [illegible] سے درخواست لائی۔ کہ اراضی [illegible] اس کو [illegible] کل اراضی بدست اس ساہوکار کے فروخت کرنے کی اجازت دیدی جائے۔ چونکہ پہلے سے حکام سے پختہ وعدہ ہو چکی تھی۔ اس کو فوراً اجازت دیدی گئی۔ علاقہ کے زمینداروں نے یہ بات کمشنر صاحب کے نوٹس میں لائی۔ جنہوں نے تحقیقات کا حکم دیا۔ موقعہ پر تحصیلدار صاحب پھالیہ نے تحقیقات کی۔ گاؤں کے [illegible] اور عام لوگوں کی شہادت سے اصلیت ظاہر ہو گئی۔ مگر اس پر بھی ڈپٹی کمشنر صاحب نے انتقالات کی نظر ثانی کا حکم نہیں دیا۔ اس کے علاوہ ایکٹ انتقال اراضی کی بیخ کنی [illegible] امید ہے کہ پنجاب کے دوسرے زمیندار [illegible] سوالات [illegible] کے وقت پوری کوشش سے ایکٹ کی خلاف ورزیوں کا جو اکثر افسران کے نوٹس میں لائی گئی ہیں۔ انسداد کرنے کی سعی فرمائیں گے۔

(نامہ نگار)

فہرست نومبایعین از ۱۵ جولائی تا ۳۱ جولائی ۳۳ء

نمبر	نام	مقام
۱۵۰۳	خورشید احمد صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۵۰۴	حوالدار سید شیر محمد شاہ صاحب	پشاور
۱۵۰۵	محمد حیات صاحب اوورسیر	ضلع جہلم
۱۵۰۶	چودھری نذیر خان صاحب	مراد آباد
۱۵۰۷	غلام حیدر صاحب پٹواری	ضلع گجرات
۱۵۰۸	[illegible] صاحب مدرس	〃
۱۵۰۹	مستری امام دین صاحب	لاہور
۱۵۱۰	[illegible] بخش صاحب	جموں
۱۵۱۱	خوشی محمد صاحب	شیخوپورہ
۱۵۱۲	محمد رمضان صاحب اول مدرس	ضلع منٹگمری
۱۵۱۳	فضل دین صاحب	لاہور
۱۵۱۴	ملا محمد ہارون رشید صاحب	ضلع بالیسر
۱۵۱۵	رقیہ بیگم صاحبہ	شملہ
۱۵۱۶	قاضی فضل الٰہی صاحب	ٹیکسلا
۱۵۱۷	فرمان علی صاحب	ضلع جموں
[illegible]	[illegible]	〃
۱۵[illegible]	[illegible]	〃
۱۵۲۰	ابوالحسن صاحب	[illegible] پور
۱۵۲۱	عبدالسلام صاحب	حیدرآباد دکن
۱۵۲۲	عبدالقادر صاحب	
۱۵۲۳	امیر علی خان صاحب	ضلع ہوشیارپور
۱۵۲۴	نواب خان صاحب	ریاست پونچھ
۱۵۲۵	میاں عظیم اللہ صاحب بنارسی	فیروزپور چھاؤنی
۱۵۲۶	محمد فاضل صاحب	ضلع گجرات
۱۵۲۷	غلام محمد صاحب	منٹگمری
۱۵۲۸	محمد صدیق صاحب	لاہور چھاؤنی
۱۵۲۹	متوالا بیگم صاحبہ	ضلع اسلام آباد کشمیر
۱۵۳۰	صاحبہ بی بی صاحبہ	〃
۱۵۳۱	مریم بیگم صاحبہ	〃
۱۵۳۲	محمد خان صاحب	〃
۱۵۳۳	عطا محمد صاحب	〃
۱۵۳۴	محمد بشیر صاحب	ضلع کانگڑہ
۱۵۳۵	محبوب احمد خان صاحب	ضلع کانگڑہ
۱۵۳۶	سید ہاشم علی صاحب	〃
۱۵۳۷	نذیر احمد صاحب	〃
۱۵۳۸	بدرالدین صاحب	〃
۱۵۳۹	قادر بخش صاحب	گورداسپور
۱۵۴۰	فضل الدین صاحب	شیخوپورہ
۱۵۴۱	مستری چراغ دین صاحب	لاہور
۱۵۴۲	غلام محمد صاحب	شیخوپورہ
۱۵۴۳	محمد فیروز الدین صاحب	ریاست پونچھ
۱۵۴۴	شیخ محمد دین صاحب	〃
۱۵۴۵	حسین خان صاحب نمبردار	〃
۱۵۴۶	کرم الٰہی صاحب	〃
۱۵۴۷	عبدالحمید صاحب	〃
۱۵۴۸	غلام حیدر صاحب نمبردار	گجرات
۱۵۴۹	حفیظ اللہ صاحب	گورداسپور
۱۵۵۰	عبداللہ صاحب نومسلم	قادیان
۱۵۵۱	محمد اسلم صاحب	〃
۱۵۵۲	عمرالنساء صاحبہ	ضلع گورداسپور
۱۵۵۳	ابراہیم صاحب	〃
۱۵۵۴	نثار احمد صاحب نومسلم	〃
۱۵۵۵	[illegible] صاحبہ	〃
۱۵۵۶	طاہرہ صاحبہ	پشاور صدر
۱۵۵۷	ثناء اللہ صاحب ہیڈ کنسٹیبل	ضلع [illegible]
۱۵۵۸	غوث محمد صاحب	گجرات
۱۵۵۹	محمد خان صاحب	منٹگمری
۱۵۶۰	لبھو صاحب	ضلع گورداسپور
۱۵۶۱	فقیر محمد صاحب	〃
۱۵۶۲	[illegible] بی بی صاحبہ	شیخوپورہ
۱۵۶۳	[illegible] صاحب	〃
۱۵۶۴	غلام حیدر صاحب	منٹگمری
۱۵۶۵	امۃ العزیز صاحبہ	فیروزپور شہر
۱۵۶۶	دلاور علی صاحب	ضلع ٹپرا۔ بنگال
۱۵۶۷	ابراہیم علی صاحب	〃

(باقی)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

مسٹر دیوی داس گاندھی کو ۱۰ اگست ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی نے چیف کمشنر دہلی کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کے جرم میں چھ ماہ قید کی سزا کا حکم سنایا اور اسے کلاس میں رکھنے کی ہدایت کی۔

سر تیج بہادر سپرو ۱۰ اگست کو انگلستان سے واپس پر جب بمبئی پہنچے تو انہوں نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ کے ساتھ ایک انٹرویو میں کہا۔ کہ وائٹ پیپر کی تجاویز میں کسی قسم کی بہتری ہونا تو درکنار اگر انگلستان کا رجعت پسند طبقہ بعض پہلوؤں میں سابقہ تجاویز کو ناقص اور بے اثر کرنے کے لئے مزید متحدہ کوشش کرے تو بھی مجھے حیرت نہیں ہوگی۔ فیڈریشن کے متعلق دریافت کئے جانے پر انہوں نے بتایا۔ کہ اس کا بروئے کار آنا بعض شرائط پر یعنی والیان ریاست کی مقررہ تعداد کی اس میں شمولیت پر رضامندی اور کچھ مالی ضروریات کے پورا ہونے پر منحصر ہے۔

جرمنی میں یہودیوں کی ناگفتہ بہ حالت کے متعلق مسٹر ہربرٹ ممبر پارلیمنٹ نے جو حال میں جرمنی کے دورہ سے واپس آئے ہیں۔ "نیوز کرانیکل" لنڈن میں ایک مضمون شائع کرایا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ نازیوں کے قوانین نے یہودیوں کو شہری حقوق اور روٹی کمانے کے ذرائع سے محروم کر دیا ہے۔ خاندانوں کے خاندان بیکار ہو گئے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ خودکشی کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ ان کی دکانوں کا بائیکاٹ کر دیا گیا ہے۔ یہودی پروفیسروں اور وکیلوں کو پریکٹس کرنے کی اجازت نہیں۔ پبلک طور پر ان کی بے عزتی کی جاتی ہے۔ میونسپلٹی کے ٹینس کھیلنے کی جگہوں میں انہیں آنے کی اجازت نہیں۔ پبلک غسل خانوں میں انہیں صرف ہفتہ میں ایک دن نہانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ یہودیوں کی آبادی کا ایک تہائی حصہ نہایت مفلسی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ طالب علموں کے لئے ملازمتوں اور کاروبار کا دروازہ بھی بند ہو گیا ہے۔ ضربت علیھم الذلۃ این ما ثقفوا۔ کا کیسا عبرت ناک نظارہ ہے۔

بنگال کونسل نے ۱۰ اگست کو یہ ریزولیوشن پاس کیا کہ آئندہ ملازمتوں میں صرف اسی صوبہ کے باشندوں کو بھرتی کیا جائے۔ سوائے اس حالت کے کہ قابل یا ماہر امیدوار نہ مل سکیں۔

کلکتہ کانگرس کے سلسلہ میں ۱۰ اگست کو ہوم ممبر نے کہا۔ کہ گورنمنٹ کے بیان جاری کرنے کے بعد اس قسم کی تحقیقات نہیں کی جا سکتی جس قسم کی پنڈت مالویہ نے اپنے بیان میں تجویز کی ہے۔ اور نہ گورنمنٹ اس رپورٹ کی کاپی میز پر رکھنے کے لئے تیار ہے۔ جو اس نے گورنمنٹ ہند کو بھیجی تھی۔

شملہ سے ۱۰ اگست کی اطلاع ہے کہ نئی دہلی میں مزید عمارتوں کے اضافہ کے لئے ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی منظوری دی گئی ہے۔ اس میں سے پچاس لاکھ روپیہ کلرکوں کے کوارٹروں اور افسروں کے بنگلوں کی تعمیر پر خرچ کیا جائیگا اور ایک کروڑ روپیہ سے فیڈرل لیجسلیچر کے بہت سے ممبروں کے لئے کوارٹر تعمیر کئے جائینگے۔ علاوہ ازیں ہسپتال۔ کورٹ اور سرکاری افسروں کی رہائش کے لئے بھی عمارتیں بنائی جائینگی۔

آئرش پارلیمنٹ میں ڈبلن کی ایک اطلاع کے مطابق بعض نئے بل پیش کئے جانے والے ہیں۔ جن کا مدعا آئین میں بھاری تبدیلیاں کرنا ہے۔ ایک بل کے رو سے سکوں کی قیمت میں اضافہ کے متعلق سفارش کے اختیارات ملک معظم کے نمائندہ سے لے کر ایگزیکٹو کونسل کو منتقل کئے جائیں گے۔ دوسرے بل کے رو سے ملک معظم کے نمائندہ کے اس حق کو بھی منسوخ کیا جائیگا۔ جس کے ماتحت وہ بلوں پر مہر رضامندی ثبت کرنے سے انکار کر سکتا ہے۔ تیسرے بل کی غرض یہ ہے کہ آئندہ پریوی کونسل میں اپیل نہ کی جائے۔ اگر یہ بل پاس ہو گئے۔ تو برطانیہ کے ساتھ آئرلینڈ کے تمام تعلقات منقطع ہو جائینگے۔

نیویارک سے ۹ اگست کی اطلاع ہے کہ جزیرہ کوبا میں بغاوت ہو گئی۔ جس کے دوران میں بہت سے اشخاص مارے گئے۔ جنرل میکاڈو نے مارشل لاء کا اعلان کر دیا ہے۔ اور پریذیڈنٹ روزویلٹ بحالی امن کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔

عراق سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ جن شامیوں نے حال ہی میں عراق کی سرحد پر شورش برپا کی تھی۔ جس کی وجہ سے شاہ فیصل اپنا دورہ منسوخ کر کے بذریعہ ہوائی جہاز عراق پہنچے تھے۔ انہوں نے اب اطاعت قبول کر لی ہے۔

دو آبہ ہندو ہوٹل لاہور کے ایک کمرہ سے پچھلے دنوں ایک ٹرنک کھولنے پر لاش برآمد ہوئی تھی۔ چند خطوط بھی پولیس کو ملے جن سے معلوم ہوا کہ قتل جائداد کے جھگڑے کا نتیجہ ہے۔ پولیس ہنوز قاتل کی تلاش میں تھی۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اسے کلکتہ میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ جو ہندو ہے۔

گاندھی جی کے متعلق ٹائمز آف انڈیا نے لکھا ہے۔ کہ اس قسم کی افواہیں پھیل رہی ہیں۔ کہ وہ عنقریب غیر مشروط برت رکھ کر اپنی زندگی کو ختم کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ یہ بہت ممکن ہے کیونکہ اب گاندھی جی کے لئے جینے کا کوئی مزا نہیں۔

مجلس آئین ساز بمبئی میں ۱۱ اگست کو سزائے تازیانہ کا بل منظور ہو گیا۔ ہوم ممبر نے یقین دلایا کہ یہ مسودہ قانون محض خاص حالات میں نفاذ پذیر ہوگا۔ جبکہ انسانی جان و مال کو سخت خطرہ لاحق ہو۔ قانون صرف شہر بمبئی تک محدود رہے گا۔

رائے بہادر بنارسی داس کے غیر مشروط معافی مانگنے اور اظہار افسوس کرنے پر مسٹر پی۔ آر۔ چوہدری ایم ایل اے بیرسٹر ایٹ لاء نے انکے خلاف ہتک عزت کا مقدمہ واپس لیا ہے۔

مسٹر پٹیل سابق صدر اسمبلی جو آج کل ویانا میں بیمار ہیں۔ انہوں نے کانگرس کے نام یہ پیغام بھیجا ہے۔ کہ اب ملک کے لئے فوری پروگرام نئی اصلاح شدہ لیجسلیچرز پر قبضہ کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

لاہور میں ۱۰ اگست کو مسٹر مارٹن سشن جج لاہور کی عدالت سے ایک ہندوستانی عیسائی مسٹر جے میتھیوز کو اپنی عورت کو قتل کرنے کے الزام میں سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ ملزم نے عدالت میں جو بیان دیا۔ اس میں اس نے کہا۔ ایک دن میں موجودہ خلیفہ کو ہلاک کرنے کی غرض سے قادیان گیا۔ اس وقت پستول میرے پاس تھا۔ لیکن وہ وہاں موجود نہ تھے اور باہر گئے ہوئے تھے۔ اس لئے میں ناکام واپس آیا۔

مسٹر شاستری نے ۱۰ اگست کو ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ اس وقت کانگرس کی پالیسی کو مکمل طور پر بدل دینے کی اشد ضرورت ہے۔

نواب صاحب جاورہ نے مسلمان عورتوں کے معاشرتی حقوق کے لئے ایک قانون نافذ کیا ہے۔ جس کے رو سے مسلم خواتین کو مختلف اسباب پیدا ہونے کی حالت میں اپنے خاوندوں سے خلع کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ مثلاً کسی خاوند کا نان و نفقہ کا کفیل نہ ہونا۔ لاپتہ ہونا۔ یا کسی مرض میں مبتلا ہونا۔ یا متواتر بیوی سے لاپرواہ رہنا۔ طویل عرصہ کے لئے جیل میں چلے جانا۔ بھیک مانگنے یا ناجائز ملازمت کرنے کے لئے مجبور کرنا وغیرہ۔

مسٹر این سی کیلکر اور ان کے بعض ساتھیوں نے کانگرسیوں کو ایک خفیہ سرکلر بھیجا ہے۔ جس میں ہدایت کی ہے کہ سیاسی طاقت پر قبضہ کر کے سیاسی پژمردگی کو دور کرنا چاہیے کانگرس کو کونسلوں کا بائیکاٹ ہٹا دینا چاہیئے اور کونسلوں کے داخلہ کو باعزت درجہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ تجربہ نے دکھا دیا ہے

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی